

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کمان کلتوم اعظم

گمان



از قلم کلثوم اعظم

All Rights Reserved

Copyright: Kalsoom Azam (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

گمان کے تمام جملہ حقوق لکھاری "کلثوم اعظم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



جہاں سرد، خشک اور خاموش راتیں دسمبر کو خاص بناتی ہیں، وہیں اداس شامیں، دھند میں لپٹی صبح اور بے کیف دن دسمبر کو غم شناس بناتے ہیں۔

دودھ سی سفید چادر سر سے پاؤں تک اوڑھے وہ بڑا سا لکڑی کا دروازے بند کیے باہر نکل آئی۔

ماہِ کامل میں ابھی دو دن پڑے تھے پر چاند کی چاندی پوری آب و تاب سے پورے گاؤں میں پھیلی تھی۔

چاندنی میں نہائی سفید چادر والی لڑکی پر نظریں گئی تو اس کے ہاتھ میں موبائل نظر آیا۔

واٹس ایپ پر "بیسٹی" کی چیٹ کھلی نظر آتی تھی۔

قطار در قطار تین میسجز بھی تھے جو ابھی سفید چادر والی لڑکی نے کھولے تھے۔

"مبشرہ آدھی رات کو اکیلی تو مت جاؤ یار، ایسا کرو منیزہ (دوست) کو ساتھ لے جاؤ۔"

"تم نے منیزہ سے سنا نہیں تھا اس کے گاؤں کے بارے میں۔ مجھے تمہارے ساتھ آ جانا چاہیے تھا" (ساتھ غصے والا ایمو جی بھی تھا)

"کچھ چٹ گیا پھر؟"

تینوں میسجز پڑھ کے وہ کھکھلائی

"مقدس کالج میں تو تم کہا کرتی تھی منیزہ بکو اس کرتی ہے۔" ساتھ لکھ کے میسج بھی بھیجا۔

بایاں ہاتھ جیب میں ڈال رکھا تھا۔ قدم آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔

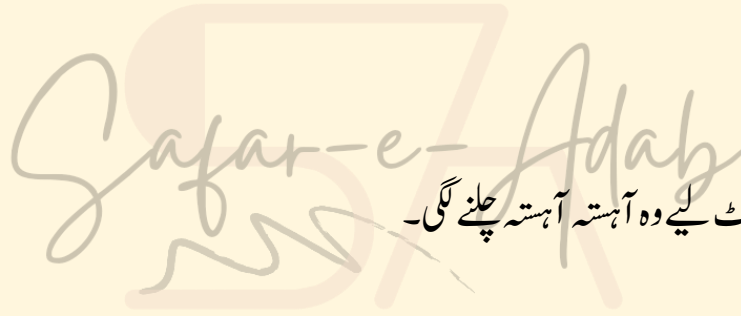
"یار وہ تو کرتی ہی ہے لیکن پلیز تم یوں اکیلی مت جاؤ۔ واقعی اگر کچھ ہوا۔ چڑیل، جن بھوت یا آسیب؟"

مقدس کا میسج اسے ایک بار پھر ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

"انسان زیادہ خطرناک ہوتے ہیں آسیبوں سے۔ انسان کے آسیبوں سے جو بچ گیا وہ بھوت پریت سے بھی بازی لے گیا جانِ من۔" لکھ کے بھیجا۔ ساتھ ہی اوور کوٹ کے جیب میں فون ڈال دیا۔ ہاتھ بھی دونوں جیبوں کے اندر اڑے تھے۔

لمبے لمبے کھیتوں میں ابھی بہت چھوٹی چھوٹی گندم کی فصل اگی نظر آتی تھی۔

کتوں کی بھونکنے کی آوازیں بھی کانوں میں سنائی دیتی تھیں۔



ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ آہستہ آہستہ چلنے لگی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ویسے اگر واقعی کسی آسیب وغیرہ سے پالا پڑ گیا تو۔؟" سوچ کے ہی پیٹ میں گدگدی ہوئی اور مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"مبشرہ حیات نے آیت الکرسی پڑھ کر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے تھے یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔" فخر سے سر ہلایا۔

پروقت نے حیرت سے اسے دیکھا پھر پریشانی سے۔

مقدس کو میسج کرنے کے چکر میں آیت الکرسی کا ورد کرنا اور گھر سے نکلنے کی دعا تو اس کے ذہن سے نکل ہی گئی تھی۔

دور کہیں کسی کتے کی رونے کی آواز آئی۔

وہ کافی دور نکل آئی تھی۔ کھیت ختم ہو گئے تھے، آگے جنگل تھا۔ البتہ ایک طرف کافی بڑا نالہ بہتا تھا۔ کوٹ کی جیب سے فون نکالا وقت دیکھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ زراساقصہ اپنے گروپ (منیزہ، مقدس) کو چسکے لے لے کے سنانا جو تھا۔

وقت رات کے ایک بج رہا تھا۔ اچانک وسیع نالے کے پانی میں ارتعاش پیدا ہوا تو وہ چونکی۔ فون ہاتھ سے نیچے جا گرا۔ سامنے پانی کی طرف دیکھا تو وہ تواتر سے بہے جا رہا تھا۔ کندھے اچکا کر نیچے سے فون اٹھایا۔

چاندنی میں فون آرام سے نظر آگیا تھا۔

جیسے ہی وہ جھکی پانی میں پھر سے ارتعاش پیدا ہوا۔

پہلے سے زیادہ، پہلے سے تیز۔

فون جلدی سے ہاتھ میں لے کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ دل ایک دم انجانے خوف کے باعث کانپا۔ پانی کی سمت نظریں گھمائیں تو نالے کی دوسری سمت اونچا سیاہ ہیولہ سا نظر آیا۔

دل نے ایک بیٹ مس کی۔ وہ اچانک ری ایکشن دینے والوں میں سے تھی نظریں دوسری سمت گھا کر اس نے آؤدیکھانا تاؤ بھاگنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اسے احساس ہوا وہ غلط سمت بھاگ رہی ہے۔

وہ کھیتوں کی جانب نہیں جنگل کے سمت بھاگ رہی ہے۔

اب رکنے کی ہمت نہیں تھی پیچھے دیکھنے کی طاقت کہاں سے لائے وہ۔

جنگل کے درختوں میں بھی جان دوڑ چکی تھی۔ ہوا نجانے کس سمت سے آئی تھی سارے جنگلات میں مٹر گشتی کر رہی تھی۔

جنگل جاگ چکا تھا

Safar-e-Adab

کتوں کی آوازوں میں لاکھوں حشرات الارض کی آوازیں بھی شامل ہو چکی تھیں۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

دل تھا کہ باہر آنے لگا تھا۔

"ہمارے گاؤں میں آسیب ہے۔ کس کا ہے یہ نہیں پتا پر ہے ضرور۔ ہمارے آباؤ اجداد اس بات کے گواہ ہیں۔ اس کے بعد ہم آج تک کوئی نا کوئی آثار دیکھتے ہیں اس کے۔" کالج کے گراؤنڈ میں بیٹھی منیزہ کی آواز

اسے دہشت بھرے نیم نگر کے جنگلات میں سنائی دی۔ اپنی اور مقدس کی کھلکھاہٹیں منظر عام سے سرے سے غائب تھیں۔

"جن بھوت سب کچھ ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے سامنے لوگوں کی لاشیں دیکھی ہیں، معزور اجسام دیکھے ہیں، آوازیں سنی ہیں۔" کالج گراؤنڈ کی جگہ کالج کے کیفے میں منیزہ کی آواز گونجی غصے اور بے بسی بھری

"وہ کوئی ہیولہ تھا جو مسلسل ڈراؤنی فلم کی ہیروئین کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔"

دماغ تھا کہ ہر وہ لمحہ سامنے لا رہا تھا جب اس نے ایسی مخلوقات کے بارے میں سنا تھا۔

کوشش کے باوجود زندگی کے تمام برے اور دہشت بھرے خواب نظروں میں کسی فلم کی طرح چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔

جنگلات کے بیچ و بیچ وہ ایک دم رک گئی۔ پسینہ تھایا آنسوؤں، چہرہ سارا گیلا تھا۔ سفید اتنا کہ لگتا تھا خون رک چکا ہے۔

آگے راستہ بند تھا۔ اوہ خدا آگے راستہ بند تھا اب کیا کرے وہ۔

اپنی تمام تر توانائی لگا کر وہ پیچھے مڑی۔

زندگی risk کا نام تھا۔ پیچھے کچھ دیکھائی نہ دیتا تھا۔ جنگل گھنا تھا۔ چاندنی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سارا عالم وحشت زدہ تھا۔ سارا جنگل زندہ تھا۔

ہوائیں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ مختلف قسم کی آوازیں اس کی سانسیں روک رہی تھیں۔

موبائل کہیں پیچھے گر چکا تھا۔

پیچھے راستہ بند تھا۔ اب آخری راستہ آگے تھے۔

اس نے پھر سے دوڑ لگانی شروع کی۔ پیچھے سے عجیب بہت عجیب آواز اس کے کانوں میں سرگوشی کر رہی تھی۔

تیز تیز سانس لیتی، اونچی اونچی آواز سے روتے وہ بھاگتی جا رہی تھی۔

آس پاس جھاڑیاں مسلسل بل رہی تھیں پروہ بنا توجہ دیے بھاگتی جا رہی تھی۔

یکدم درختوں کے بیچ سے گزرتے گزرتے وہ رک گئی۔ بلکہ روک دی گئی۔

اس نے قدم آگے بڑھانا چاہا پر بڑھانہ پائی۔

اس کی چادر کو پیچھے سے کسی نے پکڑ رکھا تھا اور یہ دیکھنے کے لیے کہ پیچھے کون ہے اس میں ہمت نہ تھی۔

اچانک بجلی زور سے گرجی۔ چرند پرند ڈرے سہمے۔ اس کی نظروں کے سامنے ایک خون آلودہ کوا نیچے آگرا۔

مردا کوا۔

Safar-e-Adab

سرخ رنگ کے بدبودار خون میں ڈوبا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

دل کی دھڑکن آہستہ آہستہ سست ہونے لگی چند لمحے لگے اور مبشرہ حیات بے دھم سی ہو گئی۔

نہ وہ زمین میں تھی نہ آسمان میں۔

"تو ماما کیا سچ میں کوئی آسیب تھا اس گاؤں میں؟" اپنی ماں کے آنسوؤں پہنچتے ہوئے سات سالہ مبشرہ نے مقدس کو دیکھا۔

"آسیب کا تو پتا نہیں لیکن مبشرہ حیات کی موت قدرتی تھی۔ اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔" نرم ملائم سے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے مقدس نے زکام زدہ سانس خارج کی۔

گلابی اور سفید رنگ کے تھیم نما کمرے میں بیٹھے اس نے اپنے آنسو بھی روک دیے۔

"پر ان کے پیچھے تھاناں کوئی۔" چھوٹی بچی نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"صبح جب اس کی لاش ملی تو وہ درختوں کے درمیان لٹکی ہوئی تھی اور اس کی چادر کا ایک سر اڑے سے درخت کی ٹہنی کے ساتھ الجھا ہوا تھا۔"

"میں نہیں سمجھی ماما" وہ ہنوز پیشانی پر بل لیے اپنی ماں کی گود میں لیٹے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں اگر تم نے اسے بوجھ لیا تو تم مبشرہ حیات کی کہانی بھی جان جاؤ گی، ٹھیک؟"

کھڑکی سے باہر نظر آتے چاند کو دیکھتے ہوئے مقدس نے سنجیدگی سے کہا۔ ماہ کامل میں آج بھی ابھی دو دن باقی تھے۔

Safar-e-Adab

"اوکے باس۔" کہانیوں کی شوقین مبشرہ شیراز ایکسائیٹڈ

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ہوئی۔

"ایک قیدی کو ایک جیل میں بند کر دیا گیا۔ وہ بہت بڑا مجرم تھا۔ عدالت اسے ایک دن بعد پھانسی کا حکم سننا چکی تھی۔

چونکہ اس کی موت طے پائی تھی تو ایک سائنسدان نے بڑی کوششوں اور منتوں سے اپنے ایک تجربے کے لیے اس قیدی کی ایک دن کی زندگی مانگی۔ مطلب تین بجے قیدی کو پھانسی ہونی تھی اور تین بجے تک سائنسدان کو موقع دے دیا گیا۔

لیکن اس ساری صورت حال کا قیدی کو نہیں بتایا گیا۔

تقریباً دو بجے قیدی کو بتایا گیا کہ اسے پھانسی نہیں دی جائے گی بلکہ ایک بہت زہریلے سانپ کو اس کے ساتھ جیل میں بند کر دیا جائے گا اور چونکہ وہ سانپ زہریلا ہے تو اس کی موت پکی ہے۔ سوا دو تک ایک سانپ جیل میں ڈال دیا گیا۔ "مقدس نے نظریں کھڑکی سے ہٹا کر اپنی بیٹی پر ٹکائیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

مسلسل بولتے بولتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔

"پھر؟" مبشرہ بے چینی سے بولی۔

"پونے تین بجے جب جیل کا دروازے کھولا گیا اور اندر دیکھا گیا تو قیدی مرا ہوا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی" مقدس ایک بار پھر رک گئی۔

"تو ظاہر ہے ایک سانپ کو ایک انسان کے ساتھ چھوٹی سی کوٹھری میں بند کیا جائے تو ہونا تو یہی تھا۔ لیکن اس کا تعلق آپکی دوست مبشرہ حیات سے کیسے ہے؟" چھوٹی بچی نے بیزاری سے جواب دیا وہ اب بیزار ہونے لگی تھی۔

"کہانی میں ایک ٹیوسٹ ہے میری جلد باز بچی" مقدس نے آنکھیں جھپکی۔

Safar-e-Adab

"وہ کیا؟" چھوٹی بچی نے اپنی ماں کو دیکھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سانپ زہریلا تھا ہی نہیں۔ وہ بالکل عام سا سانپ تھا۔ سپیروں کے پاس جو ہوتا ہے ناں وہ۔ اس سے بھی زہر نکالا گیا تھا۔ بس یہ بات اس قیدی کو نہیں بتائی گئی تھی۔" مبشرہ شیراز جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

سکلی سیاہ بالوں والی ششدر سی لڑکی اور گہری سمجھداری لیے اپنی آنکھوں میں اس کی ماں کے ساتھ ہماری
آج کی کہانی ختم ہوتی ہے۔

"موت برحق ہے۔ وقت ہے تو انسان پھولوں کی خوشبو سے بھی مر سکتا ہے اور وقت نہیں تو تلوار بھی اس کا
کچھ نہیں بگاڑ سکتی"

گمان جب موت ہو تو وقت زندگی کو مرنے سے نہیں روک سکتا۔
Safar-e-Adab
BEING THE STRIP OF YOUR KITE
ختم شد

پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپنے لگے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹنے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ایسین خانج

☆☆☆

ابراہیم

تطمئن القلوب



دانش آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھائی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اتر جائیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ بہت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکراتے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

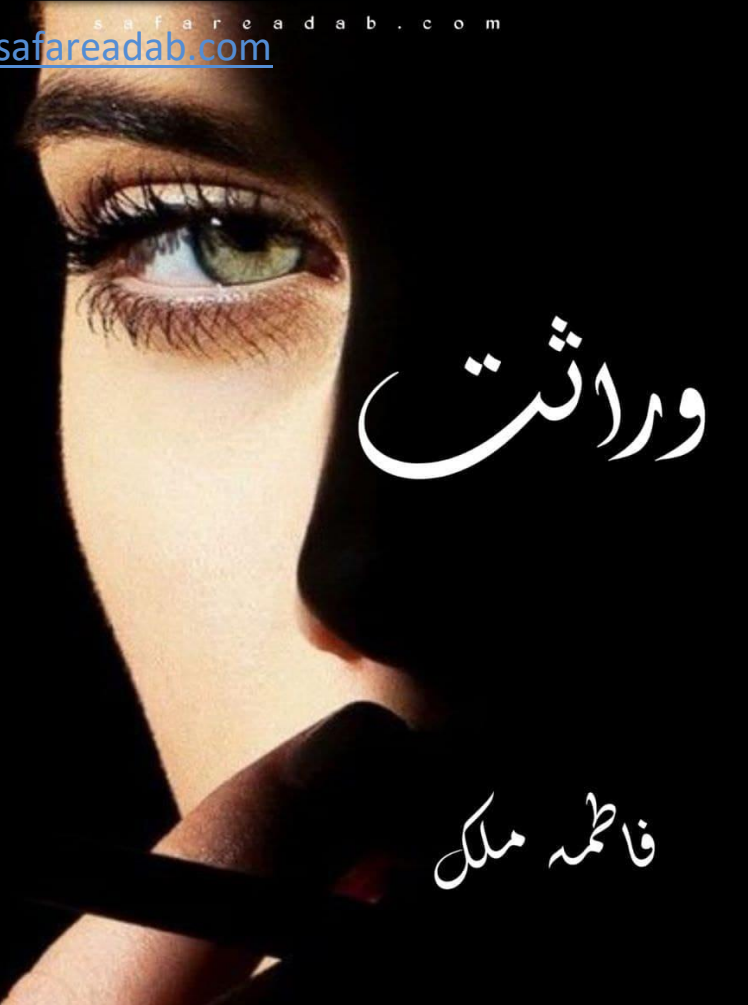
"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجہ جانے لگی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔۔۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔



فاطمہ ملک

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا بیٹا؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنوں گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول صنم کردہ کی دیکھی جھلک

"ہائے۔"

اس لڑکی نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"میرا نام آغری سلطان ہے۔"

"یونیک نام ہے۔"

وہ اب کی بار اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی تھی۔

"تم بغیر پوچھے بھی اپنا نام بتا سکتی ہو۔"

اس کے لہجے میں شرارت در آئی تھی۔

"مجھے ہالے نور کہتے ہیں۔"

اس روشن چہرے والی پر یہ نام سوٹ بھی کرتا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ آغری اس کی یا اس کے نام کی تعریف کرتا، سر کلاس میں آگئے تھے۔ سب کی توجہ سر کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔

لیکچر کے دوران بھی وہ اسے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھ لیتا تھا۔

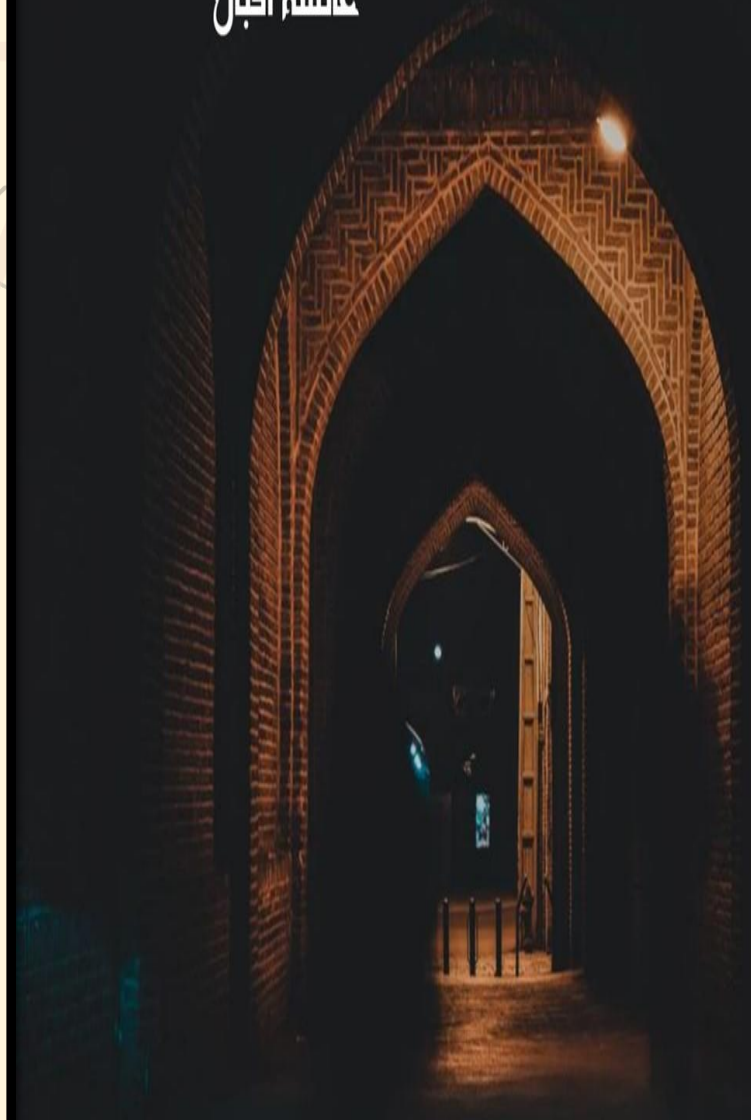
"یہ ایک گروپ پریزنٹیشن ہوگی۔ ہر گروپ میں تین لوگ ہوں گے۔ کل تک سب لوگ اپنے گروپ ممبرز کے نام لکھ کر مجھے سبمٹ کروادیں۔ اور پریزنٹیشن نیکسٹ منڈے ہو

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

صنم کردہ

عائشہ اقبال



گی۔ ہر کوئی پریزنٹیشن میں ایکوولی کوئٹریٹیوٹ کرے گا اور جو نہیں کرے گا وہ ایف گریڈ کے لیے تیار ہے۔"

سرنے اپنی بات مکمل کی اور روسٹرم پر موجود اپنی ایک دو کتابیں اٹھائیں اور باہر کی طرف چل دیے اور پیچھے کلاس میں چیمگولیاں شروع ہو گئیں جو سر کے آنے سے پہلے جاری تھیں۔

"تم اس گروپ پروجیکٹ میں میری پائٹرنوگی؟"

وہ رجسٹریگ میں ڈال رہی تھی جب اس نے سوال کیا۔

"شیور۔"

وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"اگر تم لوگ مجھے بھی اپنے گروپ میں شامل کر لو تو؟"

ہالے نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ یہ وہی لڑکا تھا جو ہالے

کی بائیں طرف بیٹھا تھا۔ پھر اس نے آغز کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو تمہاری مرضی۔

"ٹھیک ہے سٹیفن۔"

آغز نے شاید اس کی آنکھوں کی بات پڑھ لی تھی۔

"پر ملنا کہاں ہے؟ میں تو ایک لڑکی کے ساتھ اپارٹمنٹ شیئر کرتی ہوں۔ سوشی مائیٹ ناٹ بی کمفرٹیبیل ویدائٹ۔"

وہ اپنے ازلی دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"میرے گھر کے ساتھ تو کنسٹرکشن ورک چل رہا ہے۔"

سٹیفن بولا۔

"مجھے ایک اچھے کیفے کا پتا ہے۔ ہم وہاں بیٹھ کر کام کر سکتے

ہیں۔"

"ٹھیک ہے مجھے لوکیشن سینڈ کر دو۔ میں آجاؤں گا۔"

آغز نے کہا۔

"نمبر؟"

BEING THE STRING OF A DUCK TE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں
کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب